کہ مخالف کمزور ہے۔ آسانی سے دبالیا جاسکتا ہے۔ مگر جہاں کسی ایسے شخص سے مقابلہ کی نوبت آتی ہے جو قوی دلایل سے ان کے باطل خیالات کی تردید کرسکتا ہے تو وہ فوراً راہ گریز اختیار کرتے ہیں۔ مخالف کے دلائل اپنے فریب خوردہ حلقے میں پیش کرنے کی جرأت ان میں نہیں ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان دلائل کے پہنچ جانے کے بعد وہ اس حلقے میں اپنے کمال تحقیق اور شان اجتہاد کے ڈنکے نہ بجا سکیں گے۔

ایسے لوگوں سے خطاب کرنا تو قطعاً لاحاصل ہے کیونکہ وہ جس چیز کے مستحق ہیں، افسوس ہے کہ وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ جو اصحاب حقیقت میں نیک نیتی کے ساتھ کچھ شکوک رکھتے ہیں، اور ان کی تحقیق کے خواہش مند ہیں، ان کی مدد کرنا یقیناً ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مگر ان کے لئے صحیح طریق کار یہ ہے کہ وہ مجتہد کے بجائے سائل کی حیثیت اختیار کریں، اور ادبی رسالوں میں مضامین لکھنے کے بجائے، اپنے شبہات یا اعتراضات ایسے رسائل وجرائد میں بھیجیں جو اس وقت اسلام کی وکالت کا فرض انجام دے رہے ہیں۔ مثلاً "معارف" یا "اصلاح"۔ "ترجمان القرآن" بھی اس خدمت کے لئے حاضر ہے اور یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ ان کے اعتراضات خواہ کتنے ہی سخت ہوں، شبہات خواہ کیسے ہی قوی ہوں وہ ان کے پورے دلائل کے ساتھ بعینہٖ شائع کئے جائیں گے اور جواب میں ان کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

بعض احباب کو شکایت ہے کہ "ترجمان القرآن" میں قرآن مجید کے اصطلاحی علوم پر بہت کم لکھا جاتا ہے۔ ان کی یہ شکایت ایک حد تک بجا بھی ہے لیکن آج کل ہندوستان کے مسلمانوں کی دماغی رو جس طرف جا رہی ہے، اس کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اصطلاحی علوم اور خالص علمی تحقیقات کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی اس امر کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسلیں جو دینی تعلیم سے بے بہرہ جدید تعلیم میں نیم پختہ اسکول اور کالجوں سے صرف یہ سبق لے کر نکلی ہیں کہ روشن خیالی صرف مذہب میں شک کرنے اور ہر پرانی چیز کو فرسودہ سمجھنے کا نام ہے، انہیں تعلیم قرآنی کے اصل مقصود سے روشناس کرایا جائے، اسلام کے صحیح اصول سمجھائے جائیں، اور ٹھیک

انہی قوانین عقلی کے مطابق جو بیسویں صدی کے دماغوں کو اپیل کرسکتے ہیں، اسلام اور اس کے عقائد و احکام کو کتاب وسنت کی صحیح روشنی میں پیش کیا جائے۔ معانی وبیان کی بحثوں، قصص قرآنی کی تاریخی اور جغرافی تحقیقات، آیات متشابہات کے معانی کی تعیین کے لئے فرصت کے اور بہت سے اوقات مل سکتے ہیں۔ یہاں تو دماغ خود قرآن اور اس کی تعلیم کے بنیادی مسائل سے منحرف ہوئے جارہے ہیں۔ خدا کی خدائی، رسول کی رسالت، کتاب کی تنزیل ہی میں شکوک پیدا ہورہے ہیں۔ دین اسلام جن ارکان پر قائم ہے وہی معرض بحث میں آ رہے ہیں، ایسی حالت میں زیادہ تر ضرورت نفس اسلام کے تحفظ کی ہے، اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے "ترجمان القرآن" کا بیشتر حصہ وقف کردیا گیا ہے۔

"ترجمان القرآن" اپنی محدود طاقت کے ساتھ اسی زہر کا تریاق فراہم کرنے کی کوشش کر رہا ہے، لیکن اس تریاق کو ان مریضوں تک پہنچانے کے ذرائع اس کے پاس نہیں ہیں جو زہر سے متاثر، اور تریاق کے سب سے زیادہ حاجت مند ہیں۔ اس کا کام صرف دوا مہیا کردینا ہے۔ باقی رہا بیماروں تک اس دوا کو پہنچانا، تو یہ اس کے ناظرین کی امداد کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ زہر سے متاثر ہیں، ان کو خود اپنے زہرخوردہ ہونیکا احساس نہیں ہے، وہ دوا کی حاجت ہی محسوس نہیں کرتے، بلکہ دوا کے نام سے بھاگتے ہیں، ان سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے ذاتی شوق سے اس قسم کا کوئی رسالہ خریدیں گے۔ اول اول ان کو کسی غیر معمولی تشویق کے ذریعہ سے اس بات پر آمادہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کم از کم جانب مخالف کا مقدمہ بھی سن لیں۔ پھر فیصلہ کا انہیں اختیار ہے، جو چاہیں کریں۔ اس لئے "ترجمان القرآن" کے ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ جن حضرات کو مذہب سے منحرف پائیں، انہیں کسی طرح اس رسالے کے چند پرچے ملاحظہ کرنے پر آمادہ کریں۔ اس کام میں اس حد تک ان کی مدد اور کی جائے گی کہ ایسے لوگوں کو ابتداءً ایک سال تک نصف قیمت پر رسالہ دیا جائیگا، بلکہ اگر کوئی مریض زیادہ سخت ہو تو رسالہ اس کی خدمت میں مفت نذر کیا جائیگا، بشرطیکہ وہ اس کو پڑھنے کا

وعدہ کرے ۔

اس رسالے کی ادارت ہاتھ میں لینے سے پہلے میں سمجھتا تھا کہ مسلمان علم قرآن کے پیاسے ہیں، قرآن کی دعوت سننے کے لئے ان میں ایک پوشیدہ تڑپ موجود ہے، کسر جو کچھ بھی ہے، صرف اس بات کی ہے کہ اس جنس کے پیش کرنے والے کمیاب ہیں۔ لیکن گذشتہ ایک سال کے تجربہ نے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے قرآن کے نام میں اتنی کشش بھی نہیں ہے جتنی فلم اسٹاروں کی تصویروں میں ہے۔ کسی کتاب یا رسالے پر قرآن کا نام آجانا ہی اس کے لئے کافی ہے کہ مسلمان اس سے بھاگیں، اور شجر ممنوع سمجھ کر اس کو ہاتھ تک نہ لگائیں۔ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَھۡجُوۡرًا۔

افسوس! یہ کیسی مصیبت ہے کہ بیماروں میں اب احساس بھی نہ رہا کہ وہ بیمار ہیں۔ زخمیوں کی بے خبری اس حد کو پہنچ گئی کہ انہیں اپنے زخموں کی بھی خبر نہ رہی عقل کا فقدان یہاں تک بڑھا کہ دوا سے بھاگتے اور زہر کی طرف لپکتے ہیں، مرہم کو چھوڑ کر نمک اپنے زخموں پر چھڑکتے ہیں، اور امیدوار ہیں کہ اس سے ان کو شفا نصیب ہوگی۔

اس شخص کی روحانی اذیت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا جو تفریح کے لئے نہیں، لوگوں کی اصلاح وتعلیم کے لئے اپنا خون جگر کھپا کر اپنے دل ودماغ کی ساری قوتیں خرچ کر کے لکھتا ہے، اور پھر اسے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت جن کے فائدے کے لئے اس نے لکھا تھا، انہوں نے ہی اس کی طرف توجہ نہ کی؛ اسے پڑھنے تک کی تکلیف گوارا نہ کی اور ان چیزوں میں اپنا وقت ضائع کیا جو ان کے دین اور دنیا دونوں کو خراب کرنے والی ہیں۔ اگر آپ ظلمات کا سفر کر کے بڑی محنتوں اور تکلیفوں کے بعد کسی کو آب حیات کا ایک جام لا کر دیں، اور وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے اس کو پھینک کر زہر کا پیالہ اٹھائے، تو غور کیجئے کہ اس وقت

آپ کو کس قدر سخت صدمہ ہو گا۔ بس اسی پر اس صدمہ کو قیاس کریجئے جو ان صفحات کے لکھنے والے کو برداشت کرنے پڑتے ہیں مگر میں اپنی قوم سے اس کی شکایت نہ کروں گا اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ۔ وہی مقلب القلوب ہے۔ اسی سے امید ہے کہ مسلمانوں کے دل پھیرے گا۔ اور جب ان کے دل پھریں گے تو انشاء اللہ دن بھی پھریں گے۔